© rasailojaraid.com

RAZA LIBRARY RAMPUR U.P.

نہیں ہے جس میں ابھی سینکڑوں کام کرنے نہ ہوں اور یہ سب کچھ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ برصغیر میں امن و امان ہو علاوہ ازیں ترقی یافتہ اور بڑی قوموں نے ہمیشہ کم ترقی یافتہ ملکوں کو اپنے مفاد کی خاطر تگنی کا ناچ نچایا اور اُن میں اتحاد پیدا نہیں ہونے دیا ہے، لیکن آج ایشیا اور افریقہ دونوں بیدار ہو چکے، اور اس کھیل کی حقیقت کو سمجھ گئے ہیں۔ اب اُن میں خود اعتمادی اور عزتِ نفس پیدا ہو رہے ہیں اور وہ اپنے معاملات و مسائل کے حل کے لئے بڑی طاقتوں کی طرف دیکھنے اور اُن کا سہارا لینے کی عادت ترک کر رہے ہیں، ہمارے نظر میں یہ تبدیلی ایشیا اور افریقہ کے نشاۃ ثانیہ کے لئے فالِ نیک اور پیش گوئی ہے، اپنے روایاتی تاریخی اور جغرافیائی مقام و مرتبہ کے اعتبار سے اس نشاۃ ثانیہ کی تعمیر و تشکیل میں ہندوستان اور پاکستان کو اہم رول ادا کرنا ہے اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب کہ دونوں میں باہم اتحاد و یک جہتی کا رشتہ ہو، اس بنا پر علاقائی امن و امان اور خوش حالی و ترقی اور بین الاقوامی امن و عافیت دونوں کی اہمیت و ضرورت کے پیشِ نظر برصغیر کے ان دو عظیم ہمسایہ ملکوں کا دوستی کی طرف یہ اقدام بہت قابلِ قدر اور اہم نتائج کا حامل ہے۔

برہان کی گذشتہ دو اشاعتوں میں جناب محمود حسن صاحب قیصر کا ایک مضمون شائع ہوا ہے، اس میں چند باتیں ایسی ہیں جو اہلِ سنت والجماعۃ کے نقطۂ نظر سے اصلاح طلب اور تنبیہ کی مستحق ہیں۔

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ عصمتِ انبیاء اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، قرآن میں نبی کا جو تصور پیش کیا گیا ہے عصمت اُس کا جزو لاینفک ہے، بالکل اسی طرح جیسے ماں اور باپ کے تصور کا لازمی جزو اولاد کے ساتھ محبت اور شفقت کا برتاؤ کرنا ہے اس بنا پر اس بات کی ہرگز ضرورت نہ تھی کہ قرآن میں عصمتِ انبیاء کا ذکر دلالتِ مطابقی کے ساتھ ہوتا اور اسی وجہ سے قرونِ اولیٰ میں نہ اس پر کبھی بحث ہوئی اور نہ اس پر کبھی مذاکرہ ہوا۔

(۲) قرآنِ مجید میں اس کا اہتمام کیا گیا ہے کہ اللہ میں اور پیغمبروں میں بحیثیت عبد کے جو فرق ہے وہ واضح اور ذہن میں راسخ رہے تاکہ لوگ حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر کے بارہ میں اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہود خود اپنے سے متعلق جس شدید گمراہی میں مبتلا ہو گئے اُس سے محفوظ رہیں۔ اس بنا پر کسی پیغمبر سے اگر کوئی لغزش ہو گئی ہے جو حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ کے ماتحت آتی ہے تو قرآن میں اُس پر تنبیہ کی گئی ہے، مثلاً عَبَسَ وَتَوَلّٰی یا "لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ"، یہی وہ لغزش ہے جس کے لئے قرآن میں کبھی ذنب کا لفظ بولا گیا ہے اور اُس سے استغفار کا مطالبہ کیا گیا ہے، کبھی بر بنائے بشریت جس لغزش کا امکان تھا اُس پر پہلے سے متنبہ کر دیا گیا اور اُس سے محفوظ رہنے کی تدبیر بھی بتا دی گئی، مثلاً وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطَانِ الآیۃ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ انبیائے کرام کی بشریت کا استحضار رہے اور مسلمان دوسری قوموں کی طرح گمراہ نہ ہوں۔

(۳) عصمتِ انبیار کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کی حیثیت دو قسم کی ہوتی ہے ایک پیغمبری کی اور ایک عام انسان ہونے کی، اب جہاں تک گناہ کبیرہ کا تعلق ہے تو پیغمبر اُس سے بالکل محفوظ ہوتا ہے، پیغمبر ہونے کے بعد ظاہر ہی ہے، اور پیغمبر ہونے سے قبل اس لئے کہ پیغمبر ہونا وہی ہے جو اپنے ملکات اور اخلاق کے اعتبار سے نہایت سلیم الفطرت اور اعلیٰ جبلت کا مالک ہوتا ہے، دنیا میں کتنے لوگ ہیں کہ آپ اُنھیں قتل کر دیجئے مگر وہ کبھی نہ جھوٹ بول سکتے ہیں، نہ امانت میں خیانت کر سکتے ہیں، نہ کسی کو دھوکا دے سکتے ہیں، اور نہ حرام کاری کا ارتکاب کر سکتے ہیں، اب رہی بھول چوک! تو اس کا صدور ایک پیغمبر سے عام انسانی افعال میں ہو سکتا ہے، مگر وہ اس پر قائم نہیں رہ سکتا، اللہ کی طرف سے اُس پر تنبیہ ہوتی ہے اور وہ استغفار کے ذریعہ اُس کی تلافی کر لیتا ہے

(۴) حضرت آدم کے لئے قرآن میں جو عصیٰ اور غویٰ آیا ہے تو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جنت کی بات ہے، تکالیف شرعیہ صرف اس دنیا کے لئے ہیں اور پھر بھی حضرت آدم نے اس پر اظہار ندامت و استغفار کر لیا ہے، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا الآیۃ۔ ان وجوہ کی بناء پر یہ کہنا کہ سنیوں میں یہ عقیدہ بواسطۂ تصوف شیعوں سے آیا ہے سر تا سر غلط اور ناقابلِ تسلیم ہے

© rasailojaraid.com